مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲ نومبر کو بعد از نماز فجر مسجد مبارک میں اپنا ایک مضمون سنایا۔ جو حضور نے حال ہی میں مسئلہ ترک موالات کے متعلق رقم فرمایا ہے۔ اور مذہبی پہلو سے اس مسئلہ پر بحث فرمائی ہے۔ امید ہے یہ مضمون عنقریب شائع ہو جائیگا۔

جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب کا نکاح مولوی محمد امیر خان صاحب ساکن ... کی دختر مہر النساء سے ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے سکونتی مکان کو وسیع کرنے کے لئے تعمیر شروع کی ہے۔

نامہ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر ۲۸۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء)

ایک انگریز خاتون کا جوش تبلیغ

بہن عائشہ نور ہماری جماعت کارڈف کی ایک جوشیلی ممبر ہیں انہیں تبلیغ کا شوق اور جوش ہے۔ جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے پیغام حق پہنچانے میں کوشاں رہتی ہے۔ انکی تبلیغ سے ایک خاتون نے اسلام قبول کیا ہے۔ جزاہا اللہ۔ بہن موصوفہ اپنے ایک خط میں لکھتی ہیں:۔ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپکی اطلاع کے لئے لکھتی ہوں کہ دو ہفتہ ہوئے ایک لیڈی جو ایک عرب کی بیوی ہے۔ میرے پاس آئی اور کہا کہ "مجھے اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرو" میں نے اس کو آپ کے رسالوں میں سے ایک رسالہ دیدیا اور کہدیا کہ اسے توجہ کے ساتھ چند روز مطالعہ کرے۔ اور پھر واپس لے آئے۔ یہ خاتون واپس آئی۔ اور مزید علم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے اسے اور کتابیں پڑھنے کے لئے دیں۔ اور بعض مسائل زبانی تشریح کرکے سمجھائے۔ وہ ایک عرصہ سے برابر میرے پاس آتی ہے اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں مصروف رہی ہے۔ اور آخر کار آج اس نے سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کیا۔ اور بیعت فارم پر دستخط کئے ہیں۔

میں اسے ہر روز اپنے علم کے مطابق تعلیم دیتی رہونگی آپ اسے ایک اچھا سا خط لکھیں۔ اور اسلامی نام دیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس خاتون کو تاریکی سے نکالنے اور روشنی میں لانے میں کامیاب ہونگی۔

آپکی مخلصہ

مسز عائشہ نور

صفیہ کا خط

بہن عائشہ نور کی نو مسلم کو ان کے سب فیضاد خطوط لکھے گئے۔ اور اس کا نام "صفیہ" رکھا گیا۔ صفیہ اپنے اخلاص و ایمان میں ترقی کر رہی ہے اور لکھتی ہے:۔

"پیارے بھائی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے مہربانی آمیز اور خوش کرنیوالے خط کا شکریہ ادا کرتی ہوں بوجہ علالت طبع جلدی جواب نہیں دے سکی۔ میں مطالعہ میں مصروف ہوں۔ اور مذہبی معلومات میں ترقی کر رہی ہوں میں نے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ مگر ابھی طرح نماز پڑھنے کے لئے بہت کچھ سیکھنا ہے۔

پیارے بھائی! میں محسوس کرتی ہوں کہ اپنی تبدیلی مذہب کے وقت سے گویا نئی دنیا میں ہوں۔ لاریب اسلام بہترین مذہب ہے۔ اور میں اللہ کی مدد کے ساتھ ایمان کو جان کے ساتھ رکھونگی۔ اور اپنے لڑکے کی بھی اسی دین و طریق کے مطابق تربیت کرونگی۔ آپ کی دینی بہن - ہیبل ایمی صفیہ

مریم کا خط

سوتھ شیلڈ سے ایک احمدی انگریز خاتون لکھتی ہیں:۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنا چندہ نہیں بھیج سکی۔ جونہی میرا میاں واپس آئے گا۔ میں اس فرض کو پورا کرونگی۔ انشاء اللہ۔ میں نے ریویو آف ریلیجنز پڑھا ہے اور ان تمام کوششوں کی مداح ہوں۔ جو ہمارا مشن کفار کے ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنے میں صرف کر رہا ہے۔

آپ کی مخلصہ مریم

لیکچرس

کھلی ہوا میں تقریروں کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ گھر پر ہفتہ وار اجلاس شروع کر دیے گئے ہیں اور مفصلہ ذیل مضامین پر تقریریں ہو چکی ہیں۔

۳ ۱/۲ -	انگلستان میں اسلامی وفد تبلیغ -	چودھری فتح محمد سیال
۱۰ ۱/۲ -	وحدہٗ اور اس کی غرض بعثت -	مولوی مبارک علی صاحب
۱۷ ۱/۲ -	لا الٰہ الا اللہ -	عبدالرحیم نیر
۲۴ ۱/۲ -	توحید باری تعالیٰ -	مسٹر عثمان فشر

ان کے علاوہ مضافات لنڈن میں ذیل کے لیکچر ہوئے۔

۲۱ ۱/۲ -	ایسٹ فنچلے - ہندوستان و برطانیہ کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں	عبدالرحیم نیر
۲۲ ۱/۲ -	لوئی شام - اسلام اور بالشویزم -	چودھری فتح محمد سیال
۲۷ ۱/۲ -	ایڈمنٹن - ہندوستان کی موجودہ مشکلات کا حل	عبدالرحیم

یہ تقریریں خدا کے فضل سے اچھی طرح ہوئیں۔ اور تبلیغ حق کا فرض احسن طور پر ادا کیا گیا۔

مسٹر ملک

مسٹر محمد حسین ملک جو پہلے مشرقی افریقہ میں تھے اسی ہفتہ مع الخیر لنڈن پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے اغراض میں کامیاب کرے۔ اور ان کے نیک ارادے تبلیغ حق میں ان کے ساتھ ہو۔ آمین

اسوقت مفصلہ ذیل احمدی احباب ممبران وفد تبلیغ انگلستان کے علاوہ انگلستان میں ہیں:۔

(۱) مولوی مبارک علی صاحب بی اے - بی ٹی مبلغ مغربی افریقہ جو انشاء اللہ ۱۲ر جنوری کو اپنے منزل مقصود کی طرف روانہ ہونگے۔ اور جو اسوقت یہاں مبلغین کا ان کے کام میں ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

(۲) صاحبزادہ عبدالرحیم خان خلف حضرت نواب محمد علی خان صاحب جو اکسفورڈ میں مقیم ہیں۔

(۳) میاں منظور حسن بی - ایس - سی جو شفیلڈ میں قیام رکھتے ہیں۔

(۴) غلام قادر خان - جو ایبرسوتھ ویلز میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(۵) ظفر حق خاں
(۶) نصرت اللہ } جو لنڈن میں موجود ہیں۔

لیکچروں کی رپورٹ

لوئی شام اور ایڈمنٹن میں جو دو لیکچر جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم - اے مبلغ احمدیت نے دیے تھے۔ ان کی مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے:۔

پہلا لیکچر

لوئی شام میں لیکچر کا مضمون بالشوزم اور اسلام تھا۔ قابل مقرر نے بیان کیا کہ اسلام کو بالشوزم سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کا ذمہ دار یورپ ہے۔ اور خاصکر زار کی حکومت ہے جس میں ظلم اور ناانصافی سے کام لیا جاتا تھا۔ مساوات کا مسئلہ اسلامی ہے۔ لیکن اسلامی مساوات مذہبی اور روحانی بناء پر ہے۔ اور بالشوزم کی مساوات زمینی خیالات پر منحصر ہے۔ اسکے بعد اس بات پر زور دیا گیا کہ بالشوزم کا علاج صرف اسلام ہے کیونکہ اسلام میں اسقدر مساوات انصاف اور اخوت ہے کہ بالشوزم کے لئے اسباب کی گنجائش نہیں رہتی کہ عوام کو خواص کے خلاف اکسا سکے۔ اس لئے اگر بعض اسلامی اقوام بالشویک لوگوں سے مل بھی جائیں۔ تو وہ اقتصادی خیالات سے نہیں بلکہ یہ تعلق بعض سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے ہو گا۔

دوسرا لیکچر

اس لیکچر کا مضمون "ہندوستان کی موجودہ مشکلات کا حل" تھا۔ مقرر نے بتایا کہ ہندوستان کی مشکلات میں سے بڑی مشکلات یہ ہیں:۔

(۱) مختلف اقوام اور مذاہب کا پایا جانا

(۲) مختلف اقوام کی تہذیبی و تعلیمی ترقی میں اختلاف۔

ان مشکلات کا حل مذہب کر سکتا ہے۔ ہندو مذہب اس مشکل کو حل نہیں کر سکا۔ بلکہ ذات پات کے سوال سے یہ مشکلات اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ عیسائیت بھی ان مشکلات کو حل نہیں کر سکی کیونکہ یورپ کے لوگ اس بات کو نہیں بھول سکتے کہ وہ سفید آدمی ہیں اور کالے گورے کا سوال ان مشکلات میں اضافہ کرتا ہے مگر اسلام کے اصول مساوات پر مبنی ہیں۔ ان کا نتیجہ انصاف و مروت ہے۔ اسلئے ہندوستان کی مشکلات کا علاج اسلام کا تعلیم کردہ روحانی جذبہ ہو سکتا ہے۔ جو ان عناصر مختلفہ کو روحانیت کی بھٹی میں جلا کر اختلاف کو ضائع اور مشکلات کو دور کر دیگا۔ حاضرین نے اس تقریر کو بہت پسند کیا۔

اخبار احمدیہ

قابل توجہ احباب

ایک طالب علم اخبار "نور" پڑھنے کے شوقین ہیں۔ مگر قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ کوئی صاحب چھ ماہ کی قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ ادا فرما کر ثواب حاصل کریں۔ والسلام۔ خاکسار قائم مقام ناظر تالیف و اشاعت قادیان

امرتسر میں احمدیہ مہمانخانہ

ہم نے اب اپنا مہمان خانہ اندرون دروازہ رام باغ کٹڑہ جھنگیاں حکیم غلام غوث صاحب کے دواخانہ کے اوپر کی بیٹھک میں تجویز کیا ہے۔ جو احباب امرتسر تشریف لائیں یہاں ٹھہریں اور بستر ضرور ہمراہ لایا کریں۔ (منشی اللہ بخش وزیر ہند پریس امرتسر)

درخواست دعا

میری اہلیہ عرصہ دراز سے بیمار ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے (محمد شریف نائب مدرس اجنالہ) خاکسار کو اسوقت بہت سی مشکلات دینی و دنیوی کا سامنا ہے دعا کیواسطے عرض ہے۔ (قاضی فضل الٰہی ورکشنیز ڈیرہ اسمٰعیل خان) خادم مرزا حال بیمار ہے۔ مرض نے خطرناک صورت اختیار کرلی ہے

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۲۰ء

عدم تعاون

(نمبر ۳)

(از جناب ماسٹر علی محمد صاحب بی - اے)

اس نمبر میں ہمارا منشاء تھا کہ عدم تعاون پر مذہبی پہلو سے بحث کرتے۔ کیونکہ عدم تعاون کی تائید میں مسلمانوں کی طرف سے قرآن شریف کی آیات اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی طرف سے یہ آواز آنے لگی ہے کہ مسٹر گاندھی کے اصول عدم تعاون کے متعلق پنڈت دیانند کی پولیٹیکل فلاسفی سے لئے گئے ہیں۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ فی الحال اس پہلو کو معرض التوا میں ڈالا جائے۔ اور عدم تعاون پر آج ایک اور پہلو سے نظر ڈالی جائے۔

عدم تعاون کے پروگرام میں سب سے بڑھ کر کونسلوں کے بائیکاٹ کا ہے۔ یعنی ہندو مسلمان ممبر کونسل کی ممبری سے مستعفی ہو جائیں۔ پھر بھلا دیکھیں گے کہ وہ انگریز جو کونسل میں بیٹھے ہونگے۔ وہ کس طرح قانون پاس کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح اس پر عمل درآمد کرا سکتے ہیں اس کے متعلق بھی ہماری یہی ہمدردانہ رائے ہے کہ گو یہ ٹھیک صحیح ہے۔ کہ چند آدمیوں نے کونسل کی ممبری سے استعفا دیدیا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ بعض ممبر جو اس وقت تک ممبر ہونے کے خواہشمند ہیں۔ وہ بھی الگ رہیں۔ لیکن ہم نے اس سوال کے عملی پہلو کو لینا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا تمام کے تمام ہندو اور مسلمان ممبر جو منتخب ہونگے یا ہو رہے ہیں۔ وہ کونسلوں کی ممبری سے علیحدہ ہو جائینگے چونکہ عدم تعاون کی تحریک کو ہندوستان کا متفقہ آواز نے نہیں اٹھایا۔ بلکہ جہاں اس کے موید پائے جاتے ہیں۔ وہاں اس کے مخالف بھی پائے جاتے ہیں۔ اور ایسا ہی حال کونسلوں کے امیدواروں کا بھی ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اکثر ممبر ایسے ہیں۔ جو عدم تعاون کی تحریک سے ہمدردی نہیں رکھتے۔ جس سرگرمی سے آج کل ووٹ حاصل کئے جا رہے ہیں۔ وہ ہمارے اس دعوی پر گواہ ہے۔ اس سے امید نہیں ہو سکتی۔ کہ لوگ ممبر بننا چھوڑ دینگے۔ کیونکہ اس میں وہ صریح اپنا نقصان دیکھتے ہیں۔ کونسل کے ممبروں میں سے بعض تو ایسے ہیں۔ جنہوں نے انگریزوں کا نمک کھایا ہے اور انگریزی عہد حکومت میں ہی اپنے موجودہ عروج کو پہنچے ہیں۔ اس لئے وہ بھلا ترک موالات کرینگے۔

دوسرے ایسے لوگ ہیں۔ جو مذہب کی قیود سے دراصل آزاد ہیں۔ گو ظاہر میں وہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ ان کو کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ اپنی بہتری کو دیکھتے ہیں کہ کس امر میں ہے۔ ایسے لوگ بھی عدم تعاون کو اختیار نہیں کر سکتے۔

تیسرے ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اپنے اپنے مذہبی نقطہ خیال سے عدم تعاون کے حامی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے وہ کیونکر ممبر نہ بنیں گے۔ پس یہی حالت ظاہر کرتی ہے کہ امیدواران کونسل ہرگز اپنے ارادے سے واپس ہٹنے والے نہیں۔ اس لئے کونسلوں کا بائیکاٹ ایک بے سود کوشش ہے۔ جس سے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا۔

پھر ایک سوال اور قابل غور ہے کہ اگر یہ تحریک کارگر نہ ہوئی۔ تو اس کا کیا نتیجہ ہو گا۔ کیا عدم تعاون کے حامی ان نقصانات کے ذمہ وار ہونگے۔ جو ان کی تحریکوں سے ممکن ہے۔ کہ وقوع پذیر ہو جائیں یا اس کا وہی نتیجہ ہو گا جو ہجرت کی تحریک کا ہوا۔ کیونکہ ہزاروں آدمی بے خانماں ہو کر واپس کابل سے گرتے پڑتے ہندوستان پہنچے۔ اور جو مشکلیں ان پر آئیں۔ ان کو وہی جانتے ہیں۔ لیکن مفتیوں کا کیا بگڑ گیا۔ انہوں نے فتویٰ دیا۔ اور آرام سے اپنے گھر بیٹھ رہے۔ اس لئے ہم نہایت ہی ہمدردی اور محبت سے اپنے برادران وطن کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ عدم تعاون کے پروگرام پر عمل پیرا ہونے سے پہلے اس کے نتائج پر خوب اچھی طرح غور کریں۔ اور خصوصیت سے مخاطب ہمارے مسلمان برادران وطن ہیں۔ کیونکہ گو سلطنت ترکیہ کی مٹتے دیکھ کر قدرتاً طور پر ان کے دلوں کو صدمہ پہنچتا ہے اور ہر ایک اہل دل کو پہنچنا ضروری ہے۔ لیکن وہ اپنے اس غم و غصے میں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں کہ بعد میں پشیمان ہونا پڑے۔ ترک بیچاروں کی قسمت کا فیصلہ جو مدبران یورپ کے ہاتھوں ہونا تھا۔ وہ تو ہو چکا۔ اب مسلمانوں کے لئے یہ بہت ہی نازک موقع ہے۔ اگر اب ان کا قدم جادہ مستقیم سے دور جا پڑا۔ تو اس کے نقصان کا خمیازہ ایک مدت مدید تک بھگتنا پڑے گا۔ اور مذہبی طور پر جو ذمہ داریاں مسلمانوں پر عائد ہوتی ہیں۔ ان کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ غرض ہر ایک پہلو سے غور کر لیا جاوے۔ عدم تعاون اب تک ایک باتی جمع خرچ تھا۔ لیکن اب جبکہ اس کا عملی پروگرام سامنے آیا ہے۔ تو اب بہت ہی محتاط ہو جانے کا وقت ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کی غلطی کا خمیازہ نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کی نسلوں کو بھی بھگتنا پڑے۔ اور ایسا نقصان ہو جائے کہ جس کی تلافی کرنا بھی مشکل ہو۔

جماعت بغیر امام

یہ ایک مسلم حقیقت ہے۔ کہ جب تک کسی جماعت یا قوم کا کوئی واجب الاطاعت امام یا لیڈر نہ ہو۔ اس وقت تک وہ اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے قابل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس پُرآشوب زمانہ میں مسلمان اخباروں میں یہ تحریک بانگ بلند کی گئی ہے۔ کہ ہماری تحریکات اس وقت تک کامیاب اور فائز المرام نہیں ہو سکتیں۔ جب تک ہمارا کوئی امام نہ ہو ہجرت مسلمانوں نے کی۔ وہ بغیر کسی امام کے کی۔ علاوہ ازیں وہ اور جو دوسرے کام کر رہے ہیں۔ ان سب میں خود سری اور خود رائی کام کر رہی ہے۔ مگر ان کے ذی فہم لوگ رائے دے رہے ہیں کہ پہلے ایک واجب الاطاعت امام کے پیرو بنو۔ پھر کام کی طرف ہاتھ بڑھاؤ۔

چنانچہ گذشتہ تقریروں۔ تقریروں کو چھوڑ کر ہم تازہ تقریر مولوی ابوالکلام صاحب آزاد کی پیش کرتے ہیں جس میں مولوی صاحب نے طلباء علی گڈھ کالج کو مخاطب کرکے فرمایا کہ:-

"طلباء کو لازم ہے کہ وہ کسی عالم کو جن پر ان کو اعتبار ہے۔ منتخب کر لیں۔ اور اس بزرگ کے ارشادات کی

بلا پس و پیش تعمیل کریں "

پھر آپ نے لڑکوں سے دریافت کیا کہ کیا وہ ان کو اپنا مذہبی رہنما تصور کرتے ہیں۔ اور کیا وہ جو کچھ بحیثیت ایک عالم ہونے کے ارشاد فرمائیں۔ اس کی تعمیل کے لئے وہ تیار ہیں " (مشرق ۴ر نومبر)

یہ ایک ایسا اصل ہے جس کی صداقت سے انکار نہیں ہو سکتا مگر کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ جو خدا کے مقرر کردہ امام سے منحرف ہیں۔ وہ تو اب اپنے لئے ایک امام تجویز کرنے کے درپے ہیں۔ اور وہ لوگ جو خدا کے مامور کی جماعت سے اسلئے جدا ہوتے ہیں کہ ان کو امام کی اطاعت کرنی پڑتی ہے ان کا یہ فعل ان کو بد قسمت ثابت کرنیوالا اور ان کو ذلیل کرنے والا نہیں ہوگا۔

کیا عرب نے اپنی تہذیب تلوار کے ذریعہ پھیلائی تھی

نہیں معلوم اس موضوع پر کتنی بار قلم اٹھایا گیا۔ اور ابھی کب تک اس پر لکھنے کی ضرورت رہیگی کہ اسلام اور اسلامی تہذیب کیلئے تلوار سے کام نہیں لیا گیا۔ مخالفین اسلام غالباً ضد و تعصب یا بے خبری اور ناواقفیت سے اسبات کا اظہار کرتے ہیں کہ اسلام کی اشاعت بذریعہ تلوار ہوئی۔

ہر دسمبر کے بندے ماترم میں بھائی پرمانند صاحب ایم اے کا مضمون "طریقہ تعلیم" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں بھائی صاحب ارقام فرماتے ہیں:۔

"عرب جاتی (قوم) کا شروع شروع میں یہ ارادہ تھا کہ یورپ کی تمام اقوام کو عربی تہذیب کا دلدادہ بنا کر ان کی قومیت کو دبائے۔ جب تلوار کے جنگ میں اسلام کو کامیابی نہ ہو سکی۔ تو انہوں نے اپنی تہذیب کی بنیاد دوسری طرح رکھنی شروع کی۔"

جاننے والے انکار نہیں کر سکتے کہ اسلام کے سید و بانی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب اسلام کا پیغام لیکر آئے۔ تو اکیلے تھے۔ تمام قوم آپ کی مخالف تھی۔ ابتداء میں جن لوگوں نے آپ کی بات سنی شروع کی وہ غرباء اور ضعفاء تھے۔ پس جب کوئی بات ایسی نہیں کہ قیاس کیا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد پر تلوار کام کر رہی تھی تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کی تہذیب تلوار کے ذریعہ پھیلانے کی کوشش کی۔ عرب سپین میں گئے۔ وہاں کے لوگوں کی حالت درست نہ تھی۔ انہوں نے فاتحوں کی طرح وہاں قبضہ کیا مگر مذہب کو تلوار سے نہیں پھیلایا۔ اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں کی تہذیب تلوار سے پھیلی۔ ہاں لوگوں نے . . . اسلام کو خوبصورت پایا اور اسکو قبول کر لیا۔

مذہب عداوت نہیں سکھاتا

مذہب کا یہ سخت غلط استعمال ہے کہ جو شخص اپنا ہم مذہب نہ ہو۔ اس کو دشمن سمجھا جائے۔ اور اس سے نفرت رکھ کر ہر قسم کا دکھ اور اذیت اس کو پہنچائی جائے کیونکہ اہل مذاہب اپنے اپنے مذہب کو خدا کی طرف سے بتلاتے ہیں۔ اور خدا سب کا ایک ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایک خدا کے بندے ہو کر محض مذہب میں اختلاف کے باعث خدا کے بندوں میں دشمنی ہو۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ عام طور پر لوگ مذہب کو لڑائی اور فساد اور عناد کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ۱۳ر نومبر کو صوبہ پنجاب کے حاکم اعلیٰ نے اپنی کونسل میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"ہمارے مذہبی اختلافات کچھ بھی ہوں۔ بہر حال سخت نامناسب ہے۔ کہ ان کی بناء پر منافرت پھیلائی جائے۔ جیسا کہ ہمارے لاہور کے مشہور شاعر نے کہا ہے۔ ع

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

کسی قوم کے لئے مذہبی منافرت پیدا کرنا نہایت مضر ہے"

ہم اس اصل کو تسلیم کرتے اور اس کی خوبی کے معترف ہیں لیکن جب مغرب کی طرف نگاہ اٹھتی ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کو یورپ سے محض اس لئے نکالنے کے لئے تمام یورپ کی عیسائی آبادی متحد اللسان ہے۔ کہ ترک اس مذہب کے پیرو نہیں جس کا یورپ ہے۔ اسوقت معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کی غایت کو سمجھنے والے درحقیقت تھوڑے ہوتے ہیں اور دنیا مذہب کے نادان دوستوں سے جنہیں مذہبی دیوانے کہا جا سکتا ہے۔ بھری ہوئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کردار سے مذہب سے دنیا کو متنفر کرتے ہیں۔

مسٹر شوکت علی اور مسٹر گاندھی کی امامت

اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ مسٹر شوکت علی نے اپنی ایک تقریر کے دوران میں مسٹر گاندھی کو امام اسلام تسلیم کیا۔ اسپر ہم نے بھی اپنے اخبار کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھا تھا۔ اب ہمدم ۲۰۔ نومبر میں مسٹر شوکت علی کی کسی چٹھی کی بناء پر اسبات کی تردید کی گئی ہے۔ مسٹر شوکت علی لکھتے ہیں کہ میں نے مسٹر گاندھی کو کوئی امام نہیں مانا۔ یہ سچ ہوگا کہ مسٹر شوکت علی نے اپنی تقریر میں مسٹر گاندھی کو امام اسلام نہیں کہا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ عام طور پر بعض مسلمان مسٹر گاندھی کو امامت تو کیا نبوت تک کا درجہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب لکھنوی نے مسٹر ظفر الملک علوی کے قول کی بناء پر الفضل میں ایک مضمون لکھا تھا کہ مسٹر ظفر الملک مسٹر گاندھی کو بالقوہ نبی تسلیم کرتے ہیں۔

لالہ لاجپت رائے کا پولٹیکل سکول

لالہ لاجپت رائے نے لاہور میں ایک پولٹیکل سکول جاری کیا ہے۔ جس میں پولٹیکل اقتصادی۔ تاریخ سوشیالوجی سوشل سائیکالوجی اخبار نویسی وغیرہ مضامین پڑھائے جائینگے۔ اس میں تعلیم بذریعہ لیکچروں کے ہوگی اس کے ٹرسٹی ۵ شخص ہونگے۔ اول لالہ صاحب خود (۲) لالہ رام پرشاد جائنٹ ایڈیٹر بندے ماترم (۳) بھائی پرمانند (۴) لالہ دونی چند بیرسٹر (۵) لالہ جیونت رائے سابق مالک پنجابی۔ یکم دسمبر سے سلسلہ تعلیم شروع ہوگا۔ اس سکول میں ایک اعلے درجہ کا پولٹیکل کتب خانہ ہوگا۔ طلباء سے فیس بھی لی جائے گی۔ قابل مستحق طلباء کو ۵ سے سو روپیہ ماہوار تک تعلیم کے لئے وظیفہ بھی دیا جائیگا۔

ٹرسٹیوں میں کسی مسلمان ایڈیٹر کا نام نہیں۔ غالباً لالہ صاحب کے نزدیک کوئی مسلمان صاحب اس اعتماد کے اہل نہیں۔ جب ٹرسٹی نہیں ہو سکتے۔ تو پروفیسری کا عہدہ تو کسی مسلمان کو کہاں مل سکتا ہے۔

خطبۂ جمعہ

اپنے معاملات صاف کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

فرمودہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۰ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:-

میں نے بتایا تھا۔ کہ ایمان کی تکمیل کے لئے بہت سی تفصیلات ہیں جنکا لحاظ ضروری ہے۔ ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اور انسان وہ فوائد حاصل نہیں کرسکتا۔ جو مذہب کے ذریعہ خدا دنیا کو پہنچانا چاہتا ہے۔ اس مضمون کے کچھ حصے بیان کئے گئے تھے۔ اور ایک بات میں اسمیں سے آج بیان کرتا ہوں ٭

احکام شریعت کی غرض

اللہ نے خود بنی نوع کے نفع کی غرض کر شریعت کے قوانین مقرر فرمائے ہیں۔ اگر کوئی چوری نہیں کرتا ہے تو اسمیں خدا کا فائدہ نہیں۔ اگر کرتا ہے تو اسکا نقصان نہیں۔ کوئی قتل کرتا ہے تو اللہ کا نقصان نہیں۔ نہیں کرتا تو فائدہ نہیں۔ وہ اپنی ذات میں کامل ہے۔ انسان پیدا ہوتا یا نہ ہوتا تو اسکی حکومت پر اس کا کچھ اثر نہیں۔ پس جسقدر احکام شرعیہ ہیں ان سب میں انسان کا فائدہ ہے۔ مگر بعض احکام میں انسان کو نفع نظر آتا ہے بعض میں نہیں جب انسانوں کے علم و تجربہ میں فرق ہوتا ہے۔ تو اسوقت بھی بعض باتوں کے فرق بعض کو نظر آتے ہیں۔ بعض کو نہیں۔

کم علم زیادہ علم والے کی مانے

مثلاً بچے میں اور ماں باپ میں علم میں فرق ہوتا ہے۔ بچہ کا فرض ہوتا ہے کہ ماں باپ کی بات بے چون وچرا مانے۔ کیونکہ ماں باپ کے احکام تجربہ کی بنا پر ہیں اور بچہ ان حالتوں سے واقف نہیں۔ اگر بچہ انکار کرے۔ تب لوگ اس کو ملامت کرینگے۔ جب بچہ جوان ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اسکو پہلے کیطرح احکام نہیں دیتے اور نہ وہ تفصیلات میں اس طرح ماں باپ کے احکام ماننے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ تاہم بچہ پر ماں باپ کی اطاعت فرض ہوتی ہے۔ لیکن ماں باپ کا تجربہ محدود ہے خدا کا محدود نہیں۔ کیونکہ خدا انسان کو پیدا کرنیوالا ہے۔ پیدا کرنے والے سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہوسکتی۔ بعض اوقات ماں باپ کا تجربہ غلط بھی ہوتا ہے۔ مثلاً جب چیچک کا ٹیکا نکلا۔ اس وقت عام طور پر لوگوں میں خیال تھا۔ کہ سرکار بچوں کو مارنا چاہتی ہے۔ اس لئے جب ٹیکا لگانیوالے آتے۔ تو بچوں کو چھپا دیتے اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ محض اس ماں باپ کی بدگمانی کیوجہ سے ہزاروں لاکھوں بچے ہلاک ہوجاتے اور انکی صورتیں بگڑ جاتیں۔ تو یہ ماں باپ کے غلط تجربے اور محض بدگمانی کا نتیجہ تھا جو بچوں کو بھگتنا پڑتا تھا ٭ لیکن خدا تعالےٰ کے احکام کی یہ حالت نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے۔ اور اس کا علم ازلی اور حکمت ازلی ہے ٭

بعض لوگ ہوتے ہیں۔ جو پوچھا کرتے ہیں۔ کہ عصر کی چار رکعتیں کیوں ہیں؟ اور مغرب کی تین کیوں؟ لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ڈاکٹر جب دوا دیتا ہے تو وہ نسخہ میں بعض دواؤں کے تین قطرے لکھتا ہے بعض کے چار۔ بعض کے زیادہ۔ بعض کے کم۔ مریض کا یہ حق نہیں کہ پوچھے کہ دوائیں کم و بیش کیوں ڈالتا ہے؟ اگر کوئی پوچھنے پر مصر ہو تو ڈاکٹر نسخہ کو پھاڑ دیگا۔ پس ڈاکٹر جو لکھتا ہے مریض کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اور بعض دفعہ ڈاکٹر بھی تفصیل نہیں بتا سکتا۔ اس کے پاس الفاظ نہیں ہوتے یا الفاظ تو ہوتے ہیں۔ مگر وہ نتیجہ حسب منشا نہیں نکال سکتا۔ مگر اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ اگر وہ کسی چیز کی تفصیل بیان نہ کرے تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ انسان اس مطلب کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس فرق کو معلوم نہیں کرسکتا۔ اگر ڈاکٹر نہیں جانتا۔ تو اس پر اعتبار کیا جاتا ہے خدا جانتا ہے اس کے جاننے پر اعتبار نہیں کیا جاتا۔ ہر چیز کا سبب ہوتا ہے مگر بہت دفعہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ نماز کی مختلف اوقات کی رکعتوں میں کمی بیشی کا سبب ہے۔ مگر قدرت نے اس لئے بیان نہیں کیا۔ کہ انسان نہیں سمجھ سکتا۔ ڈاکٹر بعض اوقات دواؤں کے فرق نہیں بتا سکتا۔ مگر وہ یہ کہتا ہے کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دوا اس مقدار میں دینا مفید ہوگا۔ اسی طرح بعض لوگ نیچا کرتا پہنتے ہیں بعض اونچا۔ اگر پوچھا جائے تو عام طور پر نہیں بتا سکینگے ہاں یہ کہینگے کہ ہمارے دل کو ایسا اچھا معلوم ہوتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکے وجوہ ہیں۔ مگر وہ بیان نہیں کرسکتے ٭

پس اللہ تعالےٰ نے اگر بیان نہیں فرمایا۔ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ بندہ کی اہلیت نہیں کہ اس فرق کو محسوس کرسکے۔ مثلاً بعض کیڑے ہیں کہ ہم آنکھ سے انکو نہیں دیکھ سکتے۔ ہاں اگر خوردبین ہو تو وہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ اگر خوردبین والا دوسرے کو کہے کہ وہ کیڑا جاتا ہے تم کو نظر نہیں آتا؛ تو لوگ اسکو پاگل نہیں کہیں گے۔ اللہ تعالےٰ کوئی لغو کام نہیں کرتا۔ چونکہ بندہ ان فرقوں کو محسوس نہیں کرسکتا اسلئے بعض تفصیلات اللہ تعالیٰ بیان نہیں فرماتا۔ اسلئے مومن کو چاہیئے۔ کہ ان باتوں پر قیاس کرکے خدا کے ہر ایک حکم پر بلا چون وچرا عمل کرلیا کرے ٭

مال سے محبت کیوں ہوتی ہے؟

میں آج ایک حکم بیان کرتا ہوں۔ اس کے لئے اسقدر تمہید کی ضرورت تو نہ تھی مگر بعض لوگ بعض خاص اعمال میں کچے ہوتے ہیں۔ مثلاً اموال کا معاملہ۔ لوگ قدرتاً مال کیطرف میل رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مال سے ہم آرام حاصل کرینگے۔ اور اس سے ہماری حفاظت ہوگی۔ مال کو چاہنا اس لئے نہیں ہوتا کہ مال سے انکو محبت ہوتی ہے بلکہ اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مال سے وہ آرام کی اشیاء مہیا کرتے ہیں۔ بخیل بھی اسی لئے مال جمع کرتا ہے کہ اس کو اپنے آرام کا خیال ہوتا ہے مگر وہ ہر دفعہ خیال کرتا ہے کہ شاید اس سے بڑی ضرورت پڑ جائے اس لئے وہ مال خرچ نہیں کرتا ورنہ مال کی ذات سے اس کو محبت نہیں ہوتی۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ کوئی

شخص روٹی لیکر سفر کو چلے اور جب بھوک لگے۔ تو کہے شاید اس سے زیادہ ضرورت ہو۔ روٹی نہیں کھانی چاہیئے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اسکی بھوک سے جان نکل جاتی ہے۔ یہی حال بخیل کا ہوتا ہے۔ وہ آئندہ زیادہ ضرورت کے خیال سے کچھ بھی کسی ضرورت پر خرچ نہیں کرتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی جان نکل جاتی ہے۔ مال دوسروں کے قبضہ میں جاتا ہے +

چوری کیوں ہوتی ہے؟

پس مال کا معاملہ ایسا ہے کہ لوگ اسمیں کمزوری دکھاتے ہیں۔ مثلاً چوریاں ہوتی ہیں جو لوگ چوریاں کرتے ہیں۔ اگر وہ خیال کریں کہ اگر ان کے ہاں چوری ہو تو انکو کتنا صدمہ ہو۔ تو وہ چوری سے باز آئیں جو لوگ چوری کرتے ہیں جبتک ان کے جواب میں چوری نہیں ہوتی۔ وہ چوری کرتے ہیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں میں جانوروں کی چوریاں ہوتی ہیں۔ جنکی چوری ہوتی ہے۔ وہ چوروں کے جانور چرا لیتے ہیں۔ پھر وہ جا کر ان کو جانور دیدیتے ہیں اور اپنے مثنوں کیسا تھ لے لیتے ہیں۔ اسیطرح بعض لوگ رات کو کھیتوں میں فصلیں کاٹ لیتے ہیں۔ اسی طرح لوگ انکی فصلیں کاٹ لیتے ہیں۔ پھر انکو معلوم ہوتا ہے کہ فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے +

لین دین میں خامیاں

اسی طرح جو لوگ قرض لیتے ہیں اور پھر دینے میں حیل وحجت کرتے یا سستی کرتے یا کر جاتے ہیں۔ وہ اپنے دشمن ہوتے ہیں۔ نہ صرف اپنے بلکہ اپنے ملک اپنی قوم کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔ جب انکو ضرورت پڑتی ہے تو گڑگڑاتے ہیں۔ مگر جب قرضخواہ مطالبہ کرتا ہے تو اسکو آنکھیں دکھاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بدمعاملگی سے ڈر کر وہ لوگ جنکو بھی ضرورت ہوتی ہے۔ قرض لینے سے محروم رہتے ہیں کیونکہ جس شخص کے پاس وہ قرض لینے جاتے ہیں۔ وہ ان کی بات کا اعتبار نہیں کر سکتا جبکہ پہلے وہ دیکھ چکا ہوتا ہے۔ کہ فلاں شخص نے اس سے قرض لے کر برا سلوک کیا۔ ایسے لوگ دو طرح مضر ہوتے ہیں۔ (۱) وہ ان دو قسم کے لوگوں کے لئے مضر ہوتے ہیں :-

(۱) وہ لوگ جو سچی ضرورت رکھتے ہیں۔ انکو قرض نہیں مل سکتا۔ (۲) وہ لوگ جن سے قرض لیتے ہیں آئندہ انکو نیکی کرنے سے محروم کر دیتے ہیں۔ اور نیز ایسے لوگ دوسرے لوگوں کو بدمعاملگی کی تعلیم کرتے ہیں +

نیکی کرو اور محسن کی قدر کرو

خوب یاد رکھو جسطرح شریعت یہ کہتی ہے کہ دوسروں سے نیکی کرو۔ اسیطرح یہ بھی کہتی ہے کہ محسن کے احسان کی قدر کرو۔ اور احسان فراموش نہ بنو جو شخص تم کو ضرورت کے وقت قرض دیتا ہے وہ تمہارا محسن ہے۔ تم اس کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرو۔ اور جن آنکھوں سے لیا ہے انہی سے دو۔ بعض لوگ جب قرض لیجاتے ہیں۔ تو بہت الحاح سے کام لیتے ہیں مگر جب وہ مانگنے آتا ہے۔ تو اس کو کہتے ہیں۔ لاٹ صاحب جنگیا۔ ہر وقت سر پر چڑھا رہتا ہے۔ حالانکہ لینے والے کا حق تھا۔ کہ وہ سختی کرے۔ مگر یہاں الٹا معاملہ ہے کہ جب مطالبہ کیا جائے۔ تو اسکو کہتے ہیں کہ یہ ہم پر حکومت کرنے لگا ہے +

رسول کریمؐ سے کسی غیر مسلم شخص نے کچھ لینا تھا وہ آیا۔ اور سختی کرنے لگا۔ بعض صحابہؓ کو برا معلوم ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ میں اسکا مقروض ہوں اسکو حق ہے کہ سختی کرے +

تو ضرورت کیوقت جاتے ہیں۔ اور لیتے ہیں لیکن جب ادائیگی کا وقت آتا ہے۔ تو کبھی سامنے نہیں ہوتے۔ اور ہمیشہ آنکھ بچا کر نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر قرضخواہ لوگوں کے پاس کہے کہ آپ ہی لے دیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہم اب نہیں دینگے۔ کیونکہ اس نے ہمیں بدنام کیا ہے۔ گویا وہ اس کے باپ کی جائداد میں سے کچھ اس سے مانگتا تھا۔ اسکا حق تھا۔ وہ کیوں نہ طلب کرتا۔ جو شخص ایسے کمینہ کو گالی دیتا ہے۔ وہ حق رکھتا ہے۔ اگو اخلاق گالی کی اجازت نہیں دیتا کانے کو کانا کہنا حق ہے۔ مگر اخلاق سے بعید ہے۔ چور کو چور کہنا جائز ہے لیکن مجسٹریٹ کے سوا کوئی نہیں اسے

شریعت نے منع کیا ہے کہ کانے کو کانا کہا جائے۔ اس لئے کہ جو کانا کہتا ہے۔ وہ اسکو چڑانا چاہتا ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کانے کو کانا کہنا درست ہے۔ اسیطرح جو شخص کسی کا مال مارتا ہے۔ حق ہے کہ وہ اسکو چور یا ڈاکو کہے۔ کیونکہ یہ اس عیب کا مرتکب ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ قرض لیتے ہیں۔ اور اس سے اپنی جائداد بناتے ہیں۔ قرض دینے والا اس خیال سے کہ ان کو ضرورت ہے۔ ان کی ضرورت کو اپنی ضرورت سے مقدم کر دیتا ہے۔ لیکن جب وہ مطالبہ کرتا ہے تو کہتے ہیں۔ کہ دس دن کو آنا۔ پھر جب جائے تو پھر دس دن تو قف کر لیتے ہیں۔ اسیطرح کئی دفعہ ہو چکنے کے بعد انکار کر بیٹھتے ہیں۔ یا بعض گنجائش کا بہانہ کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ یہ کہنا انکو جرم سے نہیں بچاتا۔ کیونکہ جب قرض لینے لگے تھے ضروری تھا کہ اسوقت حیثیت کو سوچتے۔ نہ یہ کہ جب دینے کا وقت آیا۔ اسوقت گنجائش کا سوال اٹھایا۔ پس جب قرض لینے لگے تھے۔ اس وقت سوچنا تھا۔ کہ ہم ادا بھی کر سکینگے یا نہیں +

قرض میں مدت کا تقرر تحریری ضروری ہے

مجھے قرآن کریم کی اس آیت پر ہمیشہ تعجب ہوا کرتا تھا کہ :-

یاایھا الذین اٰمنوا اذا تداینتم بدین الیٰ اجل مسمّی فاکتبوہ۔ اس میں مدت کی شرط لگائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ اسمیں دو فائدے ہیں۔ اول۔ دینے والے کے لئے (۲) لینے والے کیلئے۔ اول۔ دینے والے کے لئے یہ فائدہ ہے۔ کہ مثلاً مہینہ کا وعدہ ہے۔ تو مہینہ کے بعد جا کر طلب کریگا۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ اسکو روز روز پوچھنا پڑیگا۔ اور نیز یہ بھی فائدہ ہوگا۔ کہ جب مہینہ کا وعدہ ہوگا۔ تو یہ حق نہیں ہوگا۔ کہ دوسرے دن ہی مطالبہ شروع کر دے۔ دوسرا فائدہ ہوگا کہ جب لینے والا لینے لگیگا۔ تو پہلے سوچیگا۔ کہ میں جتنے عرصہ میں ادا کرنیکا وعدہ کرتا ہوں۔ اتنے عرصہ میں ادا بھی کر سکونگا کہ نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی آمدنی

پندرہ بیس روپیہ ماہوار رکھتا ہے۔ اور ایک مہینہ کے وعدہ پر سو روپیہ قرض لیتا ہے۔ تو سوال ہوگا کہ وہ کہاں سے ادا کرے گا۔ اسلئے قرض دینے والا اس سے متنبہ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر ایک زمیندار قرض لیتا ہے۔ اور اس کی فصل اس کے قرض سے زیادہ یا برابر ہے۔ تو دے سکتا ہے۔ پس اس آیت میں یہ فوائد بتلائے ہیں۔

گنجائش کا سوال

اور اب ہر شخص کو سوچنا چاہیئے کہ جو قرض لیتا ہے۔ وہ اسکو ادا کر سکیگا یا نہیں۔ اگر نہیں ادا کر سکیگا۔ اور وہ قرض لیتا ہے تو یہ ظلم ہے۔ بعض لوگ جو کہتے ہیں۔ گنجائش نہیں۔ ان کو ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ جب وہ لینے لگے تھے اس وقت ان کو امید تھی کہ وہ قرض اتار سکینگے۔ مگر ناگہانی اسباب نے ان ذرائع کو منقطع کر دیا۔ اسلئے قرض اتارنا ممکن نہ رہا۔ ورنہ گنجائش کا سوال بعد از وقت ہے۔

اگر کوئی شخص قرض لے کر نفع اٹھاتا اور تجارت کرتا ہے۔ اور قرض خواہ کو قرض نہیں دیتا تو ضروری ہے کہ اس سے روپیہ لیکر اس کو دیا جائے۔ اگر وہ کہے کہ میری تجارت تباہ ہو گئی۔ تو اس کا روپیہ تھا ہی نہیں کہ یہ تجارت کر سکتا۔ اس نے جو نفع اٹھایا اسی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ جو لوگ اس طرح قرض لیتے ہیں۔ اور آپ نفع اٹھاتے ہیں۔ اور قرض خواہ کو نہیں دیتے۔ وہ نفع نہیں اٹھاتے وہ آگ سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ پس جو معاملہ کرو۔ دیانت سے کرو۔ اور صفائی اس میں رکھو۔ قرض دینے والے کو چاہیئے کہ لکھ لے۔ اور مدت مقرر کرے۔ اس میں دونوں کے لئے فائدہ ہے۔

مقام توکل

بعض لوگ کام کچھ نہیں کرتے۔ اور قرض لے کر گذارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ توکل پر گذارہ کرتے ہیں۔ حالانکہ توکل انبیاء اور اولیاء کرتے ہیں۔ اور اس کے معنے ہیں کہ وہ شخص بادشاہ ہو گیا۔ کیونکہ جس طرح بادشاہ جب چاہتے ہیں ٹیکس لگا کر رقم وصول کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو متوکل ہوتے ہیں۔ ان کی ضرورت خدا پوری کرتا ہے مگر یہ عجیب متوکل ہیں کہ لوگوں سے قرض لیتے ہیں اور دیتے نہیں۔

ہاں جو لوگ اپاہج ہوں یا معذور ہوں۔ انکی مدد حکومت پر فرض ہے۔ اگر حکومت غیر مذہب کی ہو۔ اور اسکا ایسا انتظام نہ ہو۔ تو پھر وہ جس جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس جماعت کے امام کا اور بیت المال کا فرض ہے کہ ان کی ضروریات پورا کرے۔

دوکانداروں کی غلطی

لیکن جس طرح بعض لوگ قرض لینے میں بد معاملگی کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض دوکاندار بھی بد معاملگی کرتے ہیں وہ بچوں یا عورتوں کو یا ایسے لوگوں کو جن کی آمد کی کوئی سبیل نہیں وہ محتاج یا اپاہج ہیں۔ اور ان کا بار بیت المال پر ہے۔ قرض دیتے ہیں اور بچوں کے باپ کو اور عورت کے خاوند کو اور اپاہجوں کے قرض کے لئے انجمن کو مجبور کرتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ شور ڈالنے سے مل ہی جائے گا۔ حالانکہ ان کا فرض ہے کہ یہ قرض اس کو دیں۔ جس پر ان کو ذاتی اعتماد ہو۔ اور وہ شخص ذاتی آمدنی رکھتا ہو۔ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو وہ بھی ظلم کرتا ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے معاملات کی خرابی سے جماعت کو بدنام کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہو کہ ایسے لوگ اپنے رویہ کی اصلاح کریں ورنہ ان کو جماعت سے الگ کر دیا جائیگا۔ مذہب سے الگ کرنا تو اختلاف عقائد سے ہوتا ہے۔ مگر جس شخص کا رویہ جماعت کے لئے مضر ہو۔ اس کو جماعت سے الگ کیا جا سکتا ہے۔

رائے معاملات پر قائم ہوتی ہے

میں ان اصحاب کو بھی نصیحت کرتا ہوں جو سستی سے کام لیتے ہیں کہ وہ سستی کو چھوڑ دیں۔ یاد رکھو کہ یہ معاملات کی اچھائی یا برائی ہے۔ جس کی بناء پر غیر شخص تمہارے متعلق رائے قائم کرتے ہیں۔ اگر معاملات اچھے ہیں تو لوگ تمہاری بات سن سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو ساری جماعت چند آدمیوں کی خاطر ٹھگ کہلائیگی۔ اور مثال میں دو چار نام لے دینا ہی کافی خیال کیا جائیگا۔

پس جو قرض دیتا ہے وہ محسن ہے۔ بجائے ضرورت کے وقت لو اور میعاد معینہ میں ادا کرو۔ اگر کسی معقول وجہ سے نہیں اتار سکتے تو نرمی اور خندہ پیشانی سے اس کو یقین دلاؤ کہ میں ان وجوہ سے اب ادا نہیں کر سکا۔ پھر آئندہ کر دونگا اور جب روپیہ آئے۔ تو پہلے قرضخواہ کے روپے ادا کرنے

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں میں نے عورتوں کو زیادہ دیکھا۔ بوجہ ان کے ناشکر گذار ہونے کے۔ تو ناشکروں کی سزا جہنم ہے۔ لوگ معاملات سے حالات کا اندازہ کرتے ہیں۔ نمازوں سے نہیں۔ اگر اس نے تبلیغ کے رستہ کو بند کر دیا تو پھر کوئی عمدہ رستہ نہیں۔ پس اپنے معاملات کی درستی پر ابت زور دو۔

اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو اس بات کے سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین ۔

مولوی ثناء اللہ کے تسلیم کردہ معیار سے حضرت مرزا صاحب کے صادق نبی ثابت ہوتے

حضرات! مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اہل کتاب کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق رسالت پر توریت سے اپنی تفسیر ثنائی میں دلیل چہارم مندرجہ ذیل جو مسلمات خصم سے تھی۔ بیان کی۔

"اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لیکر کہیگا۔ قبول نہیں کریگا۔ میں اس سے حساب لونگا لیکن وہ جو ایسی گستاخی کرے۔ کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کا میں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے۔ تو وہ نبی قتل کیا جاویگا۔"

یہ عبارت زیر خط واضح طور پر ہمیں ایک قانون الہی سے آگاہ کرتی ہے۔ اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین ہیں یہ بھی ہے۔ کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔

اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ اس میں عموم و خصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا ہے۔ جیسا کوئی کہے کہ جو زہر کھاتا ہے۔ مر جاتا ہے اسکے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر مرنے والے نے زہر کھائی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ جو کوئی زہر کھائیگا

ضرور مرے گا۔ اور اس کے سوا بھی کوئی مرے تو ہوسکتا ہے گو اس نے زہر نہ کھائی ہو۔ یہی تمثیل ہے کہ دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی یہ زہر کھائیگا۔ ہلاک ہوگا۔ اگر اس کے سوا کوئی ہلاک ہو۔ ممکن ہے۔ ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے"۔

(بلفظہٖ مقدمہ الحاجہ تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۷ و ۱۸ طبع ثانی)

مندرجہ بالا دلیل میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو امور بیان کئے ہیں۔ اور جن کو قانون الٰہی تسلیم کیا ہے۔ انہیں غور سے پڑھ کر یاد رکھئے۔

اوّل۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالا ضرور جان سے مارا جاتا ہے۔

دوم۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ مثل زہر کے ہے۔

سوم۔ جو یہ زہر کھائیگا۔ اس کا بچنا ناممکن ہے۔

اور اسی قانون کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ کے اس قانون سے مستثنےٰ اور بعض قتل کئے گئے۔ اور طبعی موت سے فوت ہوئے۔ بزرگ وسیلے ... خصم کو منوانا چاہتے ہیں کہ آپ نبوت کاذبہ کے مدعی نہ تھے۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب کا کیا کوئی حق رہتا ہے کہ اس معیار پر صادق اترنیوالے حضرت مسیح موعودؑ کو جھوٹا قرار دیں۔

معزز ناظرین کو مندرجہ ذیل دلچسپ سوال و جواب سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس تسلیم کردہ معیار کے رُو سے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کا اپنے دعویٰ میں سچا ہونا دکھلایا جاتا ہے۔

سوال سائل۔ آیا مرزا غلام احمد صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟

جواب مولوی ثناء اللہ صاحب۔ وہ (مرزا غلام احمد) مدعی نبوت و رسالت اور وحی و الہام تھا۔ (اخبار اہلحدیث ۱۲ر جون ۱۹۰۸ء حاشیہ صفحہ ۳)

سائل۔ جبکہ وہ مدعی نبوت و رسالت تھے تو یہ دعویٰ ان کا نبوت کاذبہ کا تھا یا صادقہ کا؟

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ مرزا مفتری علی اللہ تھا کہ خدا پر بھی ایمان نہیں (فتویٰ شریعت غرّا صفحہ ...)

سائل۔ جس حال میں مرزا صاحب مفتری علی اللہ مدعی نبوت کاذبہ تھے۔ تو نبوت کاذبہ کا دعویٰ کیسا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے (مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۷)

سائل۔ جبکہ مرزا صاحب کاذب مدعی نبوت تھے تو ایسے مدعی کے متعلق خدا تعالیٰ کا کیا قانون ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ وہ جان سے مارا جاتا ہے کیونکہ جو کوئی زہر کھائیگا۔ ہلاک ہوگا یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے۔ (مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۷)

سائل۔ فرمائیے مولانا۔ مرزا صاحب جان سے مارے گئے یا طبعی موت سے فوت ہوئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب[1] بہ مرض ہیضہ اور دورہ گردہ سے لاہور میں فوت ہوگئے (ضمیمہ مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۸ء)

سائل۔ حضرت مولانا بقول آپکے مرزا صاحب تو مدعی نبوت کاذبہ تھے۔ اور بتصدیق جناب والا نبوت کاذبہ کا مدعی جان سے مارا جاتا ہے۔ کیونکہ نبوت کاذبہ کا دعویٰ مثل زہر کے ہے۔ جو کوئی زہر کھائیگا۔ ہلاک ہوگا۔ یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے۔ تو اب آپ سے آپکے ہی الفاظ میں سوال یہ ہے کہ کیا وجہ کہ قانون مذکورہ مسلمہ و مصدقہ جناب سے بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب مستثنےٰ رہے اور کیا باعث کہ مقدمہ تفسیر ثنائی کی عبارت مذکورہ کے موافق مرزا صاحب کے گلے پر تلوار نہ پھری۔ بلکہ طبعی موت سے فوت ہوئے۔ حالانکہ قرآن مجید بھی اس بات کی تائید کرتا ہے۔ کہ جھوٹا نبی ضرور ہلاک کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آیا ...... ہے

لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (الحاقہ ع۲)

پس یہ قانون الٰہی مندرجہ تفسیر ثنائی اگر سچ ہے تو مرزا صاحب کی نبوت بھی حق ہے۔ لہٰذا آپ کا کم سے کم اتنا فرض تو ضرور ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو تسلیم کرلیں۔ اور اگر نہیں تسلیم کرتے۔ تو مرزا صاحب کی تکذیب کے ساتھ مقدمہ تفسیر ثنائی کی دلیل مذکورہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب کریں؟

عجب کچھ پیچ میں ہے سینے والا جیب و داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو یاں اُدھڑا تو وہ ٹانکا

اب منصف مزاج اصحاب کی خداداد قابلیت سے ہماری اپیل ہے کہ مندرجہ بالا معیار جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے سچے اور جھوٹے نبی کی شناخت کا خدا تعالیٰ کی طرف سے قرار دیا ہے۔ کیا اس کے رد سے حضرت مرزا صاحب کا صادق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اور اس کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمدؑ کے ماننے کے سوا تکذیب کا کوئی حق رہتا ہے۔

---

[1] ہیضہ سے حضرت مرزا صاحب کی وفات بیان کرنا مولوی صاحب کا سراسر افتراء ہے جس کو وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ ایسا جھوٹ ان کے مذہب میں جائز ہے۔ اسکے ثبوت میں دیکھو اخبار الفقیہ امرتسر جلد ۲ نمبر ۵ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۱۹ء کا صفحہ ۴ کالم ۳ "کسی جائز بدلہ لینے کی غرض سے دروغ۔ دھوکا۔ دغا۔ جعلسازی۔ بہتان۔ نفاق استعمال میں لاوے تو کذاب نہیں ہوگا۔ اگر جھوٹ ایک دفعہ بولا ہے اور ہزاروں میں پھیلایا گیا ہے۔ تو وہ کذاب نہیں ہوگا۔ ۱۲ مئی ۱۹۰۴ء" اس کی تردید مولوی صاحب کی طرف سے آج تک نہیں کی گئی۔ بھلا جبکہ مولوی صاحب کا ایسا ناپاک اور سفیہانہ اور لچر عقیدہ ہو تو انکے نزدیک کوئی اخلاقی جرم کس طرح بُرا ہو سکتا ہے؟ پس اس سے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ مولوی صاحب اپنا مطلب لطیف پیش بندی اسدہ کرنے کے لئے نہ صرف جھوٹ بولنا ہی جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس سے بڑھکر دغابازی جعلسازی افعال شنیعہ کا مرتکب ہونا بھی انکے نزدیک روا ہے۔ تو پھر مرزا صاحب کی وفات کو ہیضہ سے کچھ دینا کیا بڑی بات ہے۔ منہ

اطلاع } یہ مضمون الگ بھی چھپوایا گیا ہے۔ احباب غیر احمدیوں میں تقسیم کرنے کے لئے مجھ سے منگوائیں۔
محمد صدیق احمدی متصل عبداللہ کیمپ میرٹھ

قرآن فہمی کے اصول

حضرت خلیفہ ثانی کا خط

ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے اصول تفسیر قرآن کریم و طرق قرآن فہمی کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں بذریعہ خط سوال پیش کیا تھا۔ اسکے جواب میں حضور نے حسب ذیل جواب لکھوائے۔

"مجھے آپ کی اس خواہش کو معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ قرآن فہمی کے اصول معلوم ہوں۔ ایسے اصول جن کے بعد کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ اور سب اختلاف مٹ جائے اگر مقرر کئے جا سکتے۔ تو صحابہ میں آیات قرآن کریم کے معانی میں اختلاف نہ ہوتا۔ نہ ائمہ اسلام ایک دوسرے سے اختلاف کرتے۔ لیکن اگر آپ کی مراد ایسے اصول سے ہے۔ جن کے استعمال سے ایک مخلص اور نیک نیت انسان قرآن کریم کے اصولی مسائل سے واقف ہو جائے۔ اور فروع کے متعلق بھی اس کا قدم ایسے مقام پر قائم ہو جائے کہ جہاں پہنچنے کے بعد اسکے سامنے کوئی ایسا اختلاف باقی نہ رہے جو ایمان میں نقص پیدا کر دے یا خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں روک ہو۔ تو ایسے اصول بیشک موجود ہیں اور قرآن کریم سے ثابت ہوتے ہیں۔ اصل اول و دوم جو قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اسلئے قرآن کریم کے معنے کرتے وقت یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ لغت اور محاورہ عرب کے مطابق ہوں۔ اگر جو معنے ہم کرتے ہیں۔ وہ لغت کے خلاف ہیں۔ یا محاورہ عرب کے خلاف ہیں۔ تو ایسے معنے درست نہیں ہو سکتے۔ پس دو اصل تو یہ معلوم ہو گئے کہ اول قرآن کریم کے جو معنے ہم کریں وہ لغت کے خلاف نہ ہوں۔ دوم محاورہ عرب کے خلاف نہ ہوں۔

تیسرا اصل قرآن کریم سے قرآن کی تفسیر کے لئے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کوئی لغو کام نہیں کرتا۔ وما خلقنا السموات والارض وما بینہما لاعبین۔ وما خلقنا السموات والارض وما بینہما باطلا پس قرآن کریم کا کوئی لفظ اور قرآن کریم کے الفاظ کی کوئی ترکیب معنوں سے خالی نہیں۔ جو شخص قرآن کریم کے کسی لفظ کو زائد کہتا ہے یا کسی ترکیب کو غلط قرار دیتا ہے وہ یقیناً حق سے دور ہے۔ اور قرآن کریم کے معنی کی سمجھ اسے نہیں حاصل ہو سکتی۔

چوتھا اصل قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں اختلاف نہیں۔ نادان نادانی سے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کلام میں صرف اختلاف کثیر نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ غلط خیال ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں قلیل اختلاف بھی جائز نہیں۔ اختلاف کثیر کے لفظ سے وہ لوگ دھوکہ کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ بھی فرمایا ہے۔ وما انا بظلام للعبید مگر نہ خدا تعالیٰ صرف بڑا ظالم نہیں۔ بلکہ چھوٹا ظالم بھی نہیں۔

پانچواں اصل۔ قرآن کریم سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک قادر ہستی ہے۔ مشین نہیں۔ جیسا کہ فلسفیوں نے خیال کیا ہے۔ اس کے افعال کی حقیقت کو سمجھتے وقت اس کی تمام صفات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے جب قرآن کریم کے معنے کرتے وقت اگر اس کے تمام صفات پر مجموعی نظر نہیں ڈالی جائے گی۔ اور ان کی باہمی مناسبت کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا۔ تو قرآن کریم کے معنے سمجھنے میں غلطی لگیگی۔

چھٹا اصل۔ قرآن کریم نے یہ بتایا ہے کہ اس کے بعض حصے محکمات ہیں۔ اور بعض متشابہات۔ متشابہات کو محکمات کے نیچے لانا چاہیئے۔ محکم اور متشابہ کے معنے میں لوگوں کو تردد ہوا ہے۔ میرے نزدیک محکم سے مراد ایسی آیات ہیں جن کے معنے کو دوسری آیات سے تقویت پہنچتی ہے۔ اور ان کے بدلنے سے اسلام کے اصول میں تغیر پڑتا ہے پس ان کے معنے ایک ہی ہو سکتے ہیں۔ ایک کہنے سے یہ مراد نہیں کہ دوسرے معنے نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ جتنے معنے ہونگے۔ وہ ایک ہی رنگ کے ہونگے۔

اور متشابہ سے مراد وہ آیات ہیں۔ جس کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ اور ایک معنے دوسرے معنے کے خلاف ہوتے ہوں۔ دونوں معنوں کو ایک ہی وقت میں تسلیم نہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسے وقت میں یہ حکم ہے کہ ان آیات کو جن کے دو معنے ایسے ہوتے ہوں۔ جو ایک ہی وقت میں قبول نہ کئے جا سکتے ہوں۔ انہیں ان آیات کے ساتھ ملایا جائے کہ جن میں اسی قسم کا مضمون بیان ہوا ہے۔ لیکن ان کے ایک ہی معنے ہو سکتے ہیں۔ وہ متضاد معنے نہیں ہو سکتے۔

ساتواں اصل:۔ قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص نظام کے ماتحت نازل ہوا ہے۔ پس اسکے معنے کرتے وقت سیاق سباق اور پہلی پچھلی آیات پر نظر رکھنی ضروری ہے۔

آٹھواں اصل:۔ جو معنے قرآن کریم خود بیان کر دے وہ سب پر مقدم ہونگے۔ بعض جگہ خود قرآن کریم نے معنے کر دئے ہیں۔

نواں اصل:۔ قرآن کریم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کام یعلمہم الکتاب ہے۔ پس جو معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما دیں۔ وہ دوسرے معنوں پر مقدم ہونگے۔

دسواں اصل:۔ قرآن کریم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اول متبعین کی اتباع دوسرے مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیگئی ہے۔ پس دوسرے لوگوں کے اقوال کی نسبت ان لوگوں کے کلام کو زیادہ وقعت دی جائے گی۔

گیارہواں اصل:۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ تمام عالم کا ایک ایک ذرہ مخلوق ہے۔ اور قرآن کریم کو اپنا کلام بیان فرماتا ہے۔ اس کے کلام اور اس کے کسی فعل میں اختلاف نہیں ہونا چاہیئے۔ پس جو معنے خدا تعالیٰ کے فعل کے خلاف ہوں وہ درست نہیں ہونگے۔ بلکہ وہی معنے درست ہونگے۔ جو فعل الٰہی کے مطابق ہوں۔

یہ مضمون بہت وسیع ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ سمجھدار آدمی کے لئے اسی قدر کافی ہے۔"

بقلم خاکسار محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل) قائم مقام افسر ڈاک قادیان

رباعی

(از سید صادق حسین صاحب اٹاوہ)

گدا ہوں تیرے دروازہ کا اے ابن رسول اللہ
مخالف گر ہے مجھ کو نہیں اس کی ذرا پرواہ
محمد کے فضل سے تو ہی ہدایت پہنچی تجھ سے
عداوت تجھ سے جو رکھتا ہے وہ بدبخت ہے گمراہ

ہندوستان کی خبریں

ایک سو چالیس برس عمر کی عورت ڈپٹی کمشنر جوراگان کے اجلاس میں ایک ایسی عورت کا حال معلوم ہوا ہے جو بسنت کماری ہے جس کی عمر ۱۴۰ سال ہے۔ اس کی صحت نہایت اچھی حالت میں ہے۔ اور امداد کے بغیر چلتی پھرتی ہے۔ اسکے دانت اب تیسری بار نکل رہے ہیں۔

ندوہ اور ترک موالات اراکین ندوۃ العلماء کے جلسہ انتظامیہ منعقدہ ۱۴ و ۱۵ نومبر نے زائد از ثلث کی کثرت رائے سے قریباً متفق طور پر سرکاری امداد لینا منظور کر دیا۔

امرتسر میں ہوم رول کانفرنس کا اجلاس منسوخ امرتسر میں ایک ہوم رول کانفرنس کا جلسہ ۱۹-۲۰-۲۱ نومبر کو ہونا تھا۔ مگر ڈپٹی کمشنر نے اس جلسہ کو بایں وجہ روک دیا کہ اس سے فساد ہونے کا اندیشہ ہے۔ نیز قرار پایا تھا کہ کرنل ویجوڈ کو جلیانوالہ باغ میں تہنیت نامہ دیا جائے۔ ڈپٹی کمشنر نے اس کو بھی منسوخ قرار دیا ہے۔

مطالبہ حسابات مسٹر محمد علی سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ حسب ذیل سرمایوں کے حسابات شائع کریں۔ (۱) ماسٹر محمد حسین کو بغرض تعلیم یورپ بھیجنے کے لئے سرمایہ (۲) ترکش فنڈ بقدر ۵ لاکھ (۳) نو آبادیات ترکش فنڈ جو بلقان کی جنگ میں جمع کیا گیا تھا (۴) مسجد کانپور کا سرمایہ بقدر بارہ ہزار روپیہ (۵) سرمایہ مزار غالب (۶) ہمدرد ڈبنچر کا سرمایہ۔ (۷) خدام کعبہ کا سرمایہ۔ نیز مفصلات کی خلافت کمیٹیوں سے بھی حسابات کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

اراکین ہندو یونیورسٹی اور نان کواپریشن بنارس کی خبر ہے کہ ہندو یونیورسٹی بنارس کے اراکین مضبوطی کے ساتھ ترک موالات کی تحریک کے خلاف ہیں۔ کالج کے درجوں میں تعلیم جاری ہے۔ مسٹر محمد علی کے لیکچروں سے طلباء کی خفیف تعداد کم ہو گئی ہے اور کسی قدر نان کواپریشن کے موافقین کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے۔

پنڈت مالوی پنڈت مالوی جی بنارس میں بیمار

کوہاٹ چھاؤنی میں ایک انگریز کا قتل پشاور ۱۶ نومبر۔ خبر ہے کہ ۱۵ نومبر کو ایک بجے دوپہر بلوائیوں کے ایک گروہ نے کرنل فوکس کے مکان واقع کوہاٹ چھاؤنی پر حملہ کیا۔ کرنل گولی سے ہلاک ہوا۔ اور اس کی بیوی زخمی ہوئی جسے وہ مکان سے کچھ دور تک گھسیٹتے ہوئے لے گئے تھے۔ مگر بعد میں رہا کر دیا۔

کونسل کی ممبری کا امیدوار خاکروب چودھری ٹھاکر سنگھ آنریری مجسٹریٹ گورداسپور کے مقابلہ پر ننند نامی ایک عیسائی خاکروب اور مسٹر کھارپڑے کے مقابلہ پر ایک چمار کونسل کا امیدوار ہوا ہے۔

شملہ میں بیگار موقوف کوہستان شملہ میں مزدوری پیشہ اشخاص سے بیگار کا کام لینا صاحب ڈپٹی کمشنر کے فیصلے کے مطابق منسوخ کر دیا گیا۔

اسلامیہ کالج پشاور بند تین محرکین کی گرفتاری اسلامیہ کالج تحریک عدم تعاون کے سلسلہ میں تقریباً بند ہو گیا بعض طلباء علی گڈھ کی نیشنل یونیورسٹی میں داخل ہونے کے لئے چلے گئے ہیں۔ کچھ طلباء اس تحریک سے الگ رہے ہیں۔ حکومت سرحد نے تین شخصوں یعنی حاجی جان محمد صاحب۔ سید مقبول شاہ صاحب مولوی عبد الغفور صاحب سے پانچ ہزار کی ضمانت مانگی تھی۔ جس سے انہوں نے انکار کیا۔ اسلئے انکو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا گیا۔

بابو سری ندر ناتھ اور مسٹر گاندھی بابو صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ تحریک ترک موالات عنقریب خود بخود دب جائیگی۔ مگر مسٹر گاندھی کا بیان ہے کہ ان کی تحریک ایک سال میں یقیناً کامیاب ہو گی۔

سکھ قیدیوں کے پسماندوں کے لیے چندہ سکھ صاحبان اپنے پولیٹیکل قیدیوں کے بال بچوں کی امداد کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ اور جو اس وقت تک جمع ہو چکا ہے۔ اس کے تقسیم کرنے کے لئے عنقریب کمیٹی ہونے والی ہے۔

طلباء فیس دینے سے انکاری ہیں ہمسر اخبار کا بیان ہے کہ قومی کالج علی گڈھ کے طلباء گو چندے کی فکر میں ہیں۔ مگر ان کو ٹولیوں میں رخصت دی جاتی ہے کبھی ٹولی کے طلباء مزید دو ہفتہ واپس نہیں آسکے۔ [illegible] رخصت ہی نہیں دی گئی۔ کالج میں فیس پچیس روپے ماہوار مقرر کی گئی ہے۔ مگر اسے ہر طالب علم نے اس بنا پر ادا کرنے سے انکار کر دیا کہ اس کے والدین نے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اس لئے طلباء تمام چیزیں مفت پاتے ہیں۔ اس اعتبار سے مسٹر گاندھی کا کالج دراصل آزاد ہے۔

کانگرس کا اجلاس آل انڈیا کانگرس کا اجلاس ناگپور میں ۲۶ دسمبر کو ہو گا۔ اور کانگرس کمیٹی کا اجلاس ناگپور میں ۲۱ دسمبر کو ہو گا۔

طلباء بمبئی اور عدم تعاون بمبئی شہر میں طلباء میں تحریک عدم تعاون کو چنداں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔

خلافت کرنسی نوٹ رنگون ۱۷ نومبر۔ خلافت کمیٹی بنگال کے جاری کردہ نوٹ جو ایک ایک روپیہ کے نوٹ سے ذرا ہی بڑے ہیں۔ رنگون پہنچ رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت فنڈ میں چندہ دینے والوں کو یہ نوٹ دئے جاتے ہیں۔ بعض نا علموں نے ایسے نوٹ روپیہ لینے کے لئے بنکوں میں بھی پیش کئے ہیں۔

خلافت نوٹ لینے سے انکار کلکتہ ۱۷ نومبر۔ خلافت نوٹ تمام کلکتہ میں گشت کر رہے ہیں جو چاندنی بازار اور کئی دیگر مقامات سے مل سکتے ہیں۔ ایک مشہور قانون دان آج صبح عدالت پولیس میں ایک مقدمہ کے متعلق پیش تھا۔ اور اس کے موکل نے اسے اس کی فیس دیتے ہوئے ۳۴ خلافت نوٹ دئے۔ جو اس نے واپس کر دئے اور تب تک مقدمہ میں پیش نہ ہوا۔ جب تک سرکاری نوٹ حاصل نہ کر لئے۔

کرنل ویجوڈ کی آمد امرتسر میں کرنل ویجوڈ ۱۹ نومبر صبح کو بمبئی میل سے امرتسر میں وارد ہوئے۔ ریلوے سٹیشن پر چیدہ افراد استقبال کے لئے موجود تھے۔ استقبال کی باقاعدہ تیاری نہیں کی گئی تھی اور جلوس کی تو اجازت ہی نہ تھی۔
کرنل ویجوڈ نے گاڑی سے اترتے ہی کہا میرا خیال ہے کہ مجھے امرتسر پہنچ کر پولیس کی اردل نصیب ہو گی۔ جواب میں کہا گیا کہ آپ کو گورنمنٹ کا ممنون ہونا چاہیئے۔
کرنل موصوف نے کہا میں ہر گورنمنٹ کا [illegible]

ممالکِ غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

کارک جیل کے فاقہ کشوں نے برت توڑ دیا لنڈن ۱۲ نومبر۔ کارک جیل میں جن قیدیوں نے ۱۱۔ اگست سے فاقہ کشی اختیار کر رکھی تھی۔ انہوں نے کھانا کھالیا ہے۔

ہر آئرش کے عوض میں تین انگریز لنڈن - ۱۲ نومبر۔ برطانی سفیر مقیم واشنگٹن امریکہ نے اس تار کی ایک نقل بھیجی ہے۔ جو سر ہیمر گرین وڈ کو بھیجی گئی تھی کہ آیندہ اگر سلسلہ انتقام میں کوئی آئرش مارا گیا تو ہر آئرش کے عوض میں اضلاع متحدہ امریکہ کے تین انگریز باشندے قتل کیے جائینگے۔

عراق عرب

عربوں کا نقصان جان لنڈن - ۱۱ نومبر۔ پارلیمنٹ میں مسٹر چرچل وزیر جنگ نے بیان کیا کہ عراق عرب میں یکم جولائی سے عربوں کا نقصان جان ۸۲۰۰ ہوا ہے۔ انمیں سے ایک تہائی مارے گئے ہیں

عراق عرب سے فوج کی واپسی مسٹر چرچل نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا کہ عراق عرب میں گورنمنٹ کی پالیسی عرب حکومت قائم کرنا ہے اس ملک سے فوج کو ہٹایا اور ملک کو تباہ نہیں ہونے دیا جائیگا بلکہ ہم عرب حکومت کو امداد پیش کرینگے۔

متفرق خبریں

رُوسی ساحل کی ناکہ بندی لنڈن ۱۵۔ نومبر۔ قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ بحیرہ خزر پر روسی ساحل کی ناکہ بندی کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور کہ برطانی تار پیڈو کشتیاں بدیں غرض پٹرول کر رہی ہیں کہ وہ بالشویکوں کو ترکی معاہدہ کے ساتھ رُسل و رسائل سے روکیں۔

یونانیوں کا ظلم عظیم معلوم ہوا ہے کہ بے شمار فاقہ کش جلاوطن مہاجرین روزانہ قسطنطنیہ میں آرہے ہیں۔ اور یونانیوں کے زیر فرمان ایڈریانوپل کے مسلمانوں کی ریاکاری سازش اور بے ایمانی کے متعلق آواز بلند کر رہے ہیں۔ یونانی فوج کے افسران حکماً مسلمانوں کے گھروں سے خوراک حاصل کرتے ہیں۔ اور انہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ سوٴر کا گوشت اور شراب مہیا کریں۔ اور روزمرہ مسلمانوں کی اس قدر توہین کی جاتی ہے۔ جنہیں قلم لکھ نہیں سکتا۔

یونان کا نیا وزیر ایتھنز۔ ۱۶ نومبر۔ ایم۔ ایلیزکو بالآخر کابینہ وزارت بنانے پر آمادہ کر لیا گیا ہے۔ یہ شخص تین مرتبہ وزیراعظم یونان رہ چکا ہے۔ ابتدا میں وہ ٹرکی کے ساتھ دوستانہ تعلقات کا زبردست حامی تھا۔

جرمنی کے رنگ ارزاں نرخ پر لنڈن ۱۳۔ نومبر۔ جرمن اخبار ڈیلی فورٹ نیر گزٹ لکھتا ہے کہ جرمن انگریزی کوٹھیوں کو انگلستان کے کارخانوں کی نسبت ۷۵ فیصدی کم قیمت پر پیش کر رہے ہیں۔ لطف یہ کہ رنگ عمدگی اور خوبی میں انگلستان کے بنتے ہوئے رنگوں کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے۔

نام کی قیمت دو لاکھ ڈالر نیویارک۔ ۱۴ نومبر۔ مسٹر چارلی چپلن کی بیوی کو طلاق کی ڈگری مل گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ عدالت سے باہر دو لاکھ ڈالر پر فیصلہ ہو گیا۔ اور اس کے عوض بیوی نے منظور کر لیا کہ میں اپنے خاوند کا نام استعمال نہیں کرونگی۔

جارجیا سے اخبار اتراک کا مطالبہ قسطنطنیہ ۱۰ نومبر۔ ترکان احرار نے ایک الٹی میٹم جارجیا کے نام روانہ کیا ہے۔ جسمیں اس امر کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ جارجیا علاقہ قارص اردھان اور باطوم ہمارے حوالہ کردے علاوہ بریں ریل کا قبضہ بھی ہمارے سپرد کر دیا جائے۔

تخت یونان کا ذکر ایوان برطانیہ میں لنڈن - ۱۷۔ نومبر۔ مسٹر بونر لا نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اب برطانیہ عظمیٰ اور فرانس حفاظت یونان کے ذمہ دار نہیں ہے۔ کیونکہ عہدنامہ سیوا نے ۱۸۳۲ء اور ۱۸۶۳ء کے عہدناموں کی تنسیخ کر دی۔ اب برطانیہ اور فرانس یونان کو امداد دینے کے پابند نہیں۔ اب شاہ قسطنطین کی واپسی تخت پر بحث کرنا بے وقت ہوگا۔

برطانی آبادی کریمیا خالی کر گئی - لنڈن ۱۷ نومبر- رائٹر کی خبر ہے کہ تمام برطانی رعایا نے صحیح و سلامت کریمیا کو خالی کر دیا ہے۔

جدید وائسرائے ہند لنڈن - ۱۰ نومبر- خبر ہے کہ مسٹر لائڈ جارج نے مسٹر مانٹیگو کو دیوان عام میں جدید وائسرائے کے آخری انتخاب پر بحث کرنے کی غرض سے ضمانت دی۔ جو نامزد ہوئے۔ لارڈ ویلنگڈن ہونگے۔

جرمنی کی طرف سے مقابلہ کرنیکی دھمکی لنڈن - ۱۰ نومبر۔ ٹائمز کے نامہ نگار برلن نے جرمن وزیر خارجہ ہر فان سائمنز کی اس تقریر کی خبر دی ہے۔ جو اس نے ڈسلڈارف میں کی ہے۔ اور جس میں اس نے بیان کیا ہے کہ جرمنی صرف انہی شرائط کے تحت تاوان کے متعلق اپنے اوپر پابندی لے سکتا ہے کہ بالائی سلیشیا اس سے نہ لیا جائے اور نہ ہی اسے کمزور کیا جائے۔ دنیا میں اس کی اقتصادی سرگرمیوں میں مزاحمت نہ کی جائے۔ اور فوج قابض کے خرچ کو کم کیا جائے۔ تقریر کے آخر میں کہا گیا کہ اگر دریائے روہر کے علاقہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو بزور اس کو روکا جائیگا

بالشویک یوکرینوں کے پیچھے لنڈن ۔ ۱۷ نومبر۔ بالشویک جنرل رینگل سے نپٹ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ یوکرینوں کی جنرل پٹلورا کی فوج کا خاتمہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ جو پولینڈ سے صلح ہو جانے کے بعد سے ان کے بہت سی مشکلات کا باعث ہو رہے تھے۔

یوکرینوں نے کئی شہر خالی کر دئے وارسا کا ایک تار مظہر ہے کہ یوکرینوں نے کیف اور دیگر شہروں کو خالی کر دیا ہے۔ اور احمرین کے آگے بھاگے جا رہے ہیں۔ جن کے رسالہ نے مختلف مقامات میں اہل یوکرین کی صفوں کو چیر دیا ہے۔ اہل یوکرین سامان حرب کی کمی سے بہت تکلیف میں ہیں۔

جنرل رینگل کی اپیل امریکہ سے قسطنطنیہ ۱۵ نومبر۔ جنرل رینگل ہفتے کے روز جبکہ جہاز پر سوار ہونیوالا تھا۔ اس نے اپنا صدر مقام سباسٹپول کے گھاٹ کو منتقل کر دیا ہے۔ چالیس ہزار آدمیوں کے شہر چھوڑ کر چلے جانے کی خبر ہے۔ جنرل رینگل نے امریکنوں سے اپیل کی ہے۔ کہ زخمیوں کو ذبح ہونے سے بچائیں +